

جوش ملیح آبادی

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا

جب چلی سرد ہوا میں نے تجھے یاد کیا

شبیر حسن خان نام، پہلے شبیر تخلص کرتے تھے پھر جوش اختیاریا۔ 1894ء میں ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بشیر احمد خاں بشیردادا محمد احمد خاں احمد اور پردادا فقیر محمد خاں گویا معروف شاعر تھے۔ اس طرح شاعری انہیں وراثت میں ملی تھی۔ ان کا گھرانہ جاگیرداروں کا گھرانہ تھا۔ ہر طرح کا عیش و آرام میسر تھا لیکن اعلیٰ تعلیم نہ پاسکے۔ آخر کار مطالعے کا شوق ہوا اور زبان پر عبور حاصل کر لیا۔ شعر کہنے لگے تو عزیز لکھنوی سے اصلاح لی۔ ملازمت کی تلاش ہوئی تو طرح طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار دارالترجمہ عثمانیہ میں ملازمت مل گئی۔ کچھ مدت وہاں گزارنے کے بعد دہلی آئے اور رسالہ ”کلیم“ جاری کیا۔ آل انڈیا ریڈیو سے بھی تعلق رہا۔ سرکاری رسالہ ”آج کل“ کے مدیر مقرر ہوئے۔ اسی رسالہ سے وابستہ تھے کہ پاکستان چلے گئے۔ وہاں لغت سازی میں مصروف رہے۔ وہیں 1982ء میں وفات پائی۔

جوش نے کچھ غزلیں بھی کہیں لیکن ان کی شہرت کا دارومدار نظموں پر ہے۔ انہوں نے تحریک آزادی کی حمایت میں نظموں کہیں تو انہیں ملک گیر شہرت حاصل ہو گئی اور انہیں شاعر انقلاب کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ ان کی سیاسی نظموں پر طرح طرح کے اعتراضات کیے گئے۔ خاص طور پر یہ بات کہی گئی کہ وہ سیاسی شعور سے محروم اور انقلاب کے مفہوم سے نا آشنا ہیں۔ ان نظموں میں خطابت کے جوش کو سوا اور کچھ نہیں لیکن اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ ملک میں سیاسی بیداری پیدا کرنے اور تحریک آزادی کو فروغ دینے میں جوش کی نظموں کا بڑا حصہ ہے۔

شاعر انقلاب کے علاوہ جوش کی ایک حیثیت شاعر فطرت کی ہے۔ مناظر فطرت میں جوش کے لئے بے حد کش ہے۔ وہ ان کی ایسجیٹی جاگتی تصویریں کھینچتے ہیں کہ میر انیس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ خلیل الرحمن اعظمی جوش کی انقلابی شاعری کے تو قائل نہیں لیکن مناظر فطرت کی تصویر کشی میں جوش نے جس مہارت کا ثبوت دیا ہے اس کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں ”جوش نے مناظر فطرت پر جس کثرت سے نظموں لکھی ہیں اس کی مثال پوری اردو شاعری میں نہیں ملے گی۔“ صبح و شام، برسات کی بہار، گھٹا، بدلی کا چاند، ساون کا مہینہ، گنگا کا گھاٹ، یہ تمام مناظر جوش کی نظموں میں رقصاں و جولان ہیں۔ بدلی کا چاند، البیلی صبح، تاجدل صبح، آبشار نغمہ، برسات کی چاندنی وہ زندہ جاوید نظموں ہیں جن کے سبب جوش فطرت ہی نہیں بلکہ پیغمبر فطرت کہلائے۔

جوش کی تیسری حیثیت شاعر شباب کی ہے۔ وہ عشق مجازی کے شاعر ہیں اور وصل محبوب کے طلبگار۔ بجر کے مصائب برداشت کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ انہیں ہر اچھی صورت پسند ہے اور وہ بھی اس وقت تک جب تک وصل میسر نہ ہو۔ ”مہترانی“ ”مالن“ اور ”جامن والیاں“ جوش کی مزیدار نظموں ہیں۔ اس قبیل کی دوسری نظموں کے نام ہیں۔ ”اٹھتی جوانی“، ”جوانی کے دن“، ”جوانی کی رات“ ”فتنہ خانقاہ“، ”پہلی مفارقت“ ”جوانی کی آمد آمد“، ”جوانی کا تقاضا“۔

جوش کی شاعری میں سب سے زیادہ قابل توجہ چیز ہے۔ ایک دلکش اور جاندار زبان جوش کو زبان پر مکمل عبور حاصل ہے۔ انہیں بجا طور پر لفظوں کا بادشاہ کہا گیا ہے۔ مترنم الفاظ کے انتخاب کا انہیں بہت سلیقہ ہے۔ ان کی تشبیہوں اور استعاروں میں بے حد لطافت پائی جاتی ہے۔